ہر انسان کے ہاتھ میں قرآن کریم مترجم پہنچانا جماعتِ احمدیہ کا کام ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳؍ جولائی ۱۹۷۳ء احمدیہ ہال کراچی)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

حالات کی مجبوری کی وجہ سے گذشتہ تین سال میں کراچی کے دوستوں سے عملاً اُسی قدر بُعد پیدا ہو گیا جتنا انگلستان اور افریقہ کے احمدی دوستوں کے درمیان واقع تھا یعنی مجھے یہاں کراچی آنے کا موقع نہیں ملا۔ اس لئے ہر احمدی سے ملنے کی جو خواہش میرے دل میں پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح مجھ سے یعنی خلیفۂ وقت سے ملنے کی جو خواہش مخلص احمدیوں کے دل میں پیدا ہوتی ہے وہ بھی پوری نہ ہوسکی۔

اس عرصہ میں کچھ محدود مقامی (یہ مقام جس میں ہم اس وقت اکٹھے ہوئے ہیں) تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں اور کچھ دُنیا کے حالات میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ جو تبدیلی اس ہال میں مجھے نظر آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ یہ ہال اب وہ نہیں رہا جو پہلے ہوا کرتا تھا۔ ایک شخص جس کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہو، وہ یہ کہے گا کہ ہال چھوٹا ہو گیا ہے لیکن وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے، وہ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جماعت بڑھ گئی ہے اور اب وہ اس میں سما نہیں سکتی۔

غرض یہ ایک تبدیلی رونما ہوئی ہے اور اس تبدیلی کے دوران ایک اور بات سامنے آئی اور وہ یہ کہ یہاں کی انتظامیہ (امیر صاحب اور اُن کے ساتھی) ایسی جگہ کے حصول میں سُستی

دکھاتے رہے ہیں جہاں کراچی کے سب احمدی احباب اکٹھے ہو کر سہولت کے ساتھ نماز جمعہ ادا کر سکیں۔ خصوصاً جب خلیفہ وقت یہاں دورے پر آئیں، تو اُس وقت قطع نظر اس بات کے کہ بعض محلوں اور سوسائٹیز وغیرہ میں علیحدہ نماز جمعہ کی اجازت دی جاتی ہے مگر وہاں کے سبھی احباب یہ چاہتے ہیں کہ سب لوگ ایک جگہ نماز ادا کریں۔ اس اجتماع کی اہمیت کو میرے نزدیک جماعت کراچی کی انتظامیہ نے سمجھا نہیں اور کسی ایسی جگہ کا انتظام نہیں کیا جہاں ہم سب اکٹھے ہو کر ایک دوسرے سے مل سکتے ہوں۔ اگرچہ جمعہ کے اجتماع میں اس قسم کی ملاقات تو نہیں ہوتی۔ جس سے دل سیر ہو جاتے ہیں۔ احباب مجھے دیکھ رہے ہوں اور میں اُن کے چہروں پر ایمانی بشاشت کو محسوس کر رہا ہوں۔ اس وقت بھی مردوں کا ایک بڑا حصہ اس ہال سے باہر سڑکوں پر بیٹھا ہوا ہے یا ساتھ کی عمارت کے کمروں میں بیٹھا ہوا ہے (پتہ نہیں وہ کس کی عمارت ہے)۔ موجودہ صورت میں ہم ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہیں سکتے۔ میں اب آتے ہوئے احباب کی ایک جھلک ہی دیکھ سکا ہوں بعض کی تو جھلک بھی نہیں دیکھ پاتا۔

غرض کسی وسیع جگہ کے حصول کی طرف بہرحال زیادہ توجہ دی جانی چاہیئے تھی اور اب میں کہوں گا زیادہ توجہ دی جانی چاہیئے۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ جب میں واپسی پر یہاں جمعہ پڑھاؤں تو آپ اس وقت تک کسی وسیع جگہ کا انتظام کر چھوڑیں کیونکہ باہر کا تو چند ہفتے کا پروگرام ہے۔ اتنے عرصہ میں تو اس کا انتظام ممکن نہیں لیکن ایک سال کے اندر اندر تو اس کا انتظام ہو جانا چاہیئے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ نو مہینے کا عرصہ کافی ہے۔ اس لئے میں آپ کو نو ماہ کی مہلت دیتا ہوں اس عرصہ میں کم از کم زمین خرید لینی چاہیئے۔ ہم کھلے میدان میں نماز جمعہ ادا کریں گے۔ نماز جمعہ کے لئے چھت کی، گیلریوں کی، کمروں کی اور اس چیز کی اور اس چیز کی ضرورت نہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا** (بخاری کتاب التیمّم) اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنایا ہے۔

اس میں بڑی حکمت کی بات کہی گئی ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو سزاوار ہے۔ آپ کے سوا اور کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے ان چیزوں کے متعلق سوچا ہو اور اپنی قوم کو ہدایت دی ہو۔ یہ شرف صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا ہے کہ انہوں نے نماز

کی ادائیگی میں سہولت کے پیش نظر فرمایا:- جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا اگر یہ صحیح ہے اور ہمارے نزدیک یقیناً صحیح ہے تو پھر میری اور تیری مسجد میں نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے کا سوال باقی ہی نہیں رہتا سوائے اس کے کہ کوئی احمق یہ کہے کہ ساری زمین میری ہے۔ جس نے نماز پڑھنی ہے وہ چاند میں جا کر نماز پڑھا کرے۔ لیکن ایسے احمق لوگ شاید ہی ہوں ہماری نظر میں سے تو نہیں گذرے لیکن ایسے بیسیوں مقامات ہیں جہاں کے دیوبندی کہہ دیتے ہیں کہ بریلوی نماز نہ پڑھیں۔ بریلوی کہہ دیتے ہیں کہ دیوبندی نماز نہ پڑھیں۔ اب دیکھو! ساری زمین کو جب خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے امت محمدیہ کے لئے مسجد بنا دیا ہے۔ تو پھر اگر ہم عقل سے کام لیں تو یہ سارے جھگڑے ختم ہو جانے چاہئیں لیکن اس کے باوجود یہ جھگڑے امت میں باقی ہیں اور ختم ہونے کا نام نہیں لیتے۔

دوسرے یہ بھی فائدہ ہے کہ اس ارشاد نبویؐ کے پیش نظر اس قسم کے ہال کی ان گیلریوں کی اور ان پر رنگ و روغن وغیرہ کے سلسلہ میں رقم خرچ کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہر شخص اپنے ساتھ کوئی کپڑا یا چادر لا سکتا ہے۔ جسے بچھا کر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ تاہم صفیں درست ہونی چاہئیں۔ صفوں کی درستی کے متعلق ہمیں حکم ہے لیکن نماز پڑھتے وقت جبین نیاز سطح زمین پر مٹی پر ہو یا کپڑے پر ہو یا قالین پر ہو اس کے متعلق کوئی ہدایت اور حکم نہیں ہے۔

غرض خدا تعالیٰ کے حضور ہم نے بہرحال عاجزانہ طور پر جھکنا ہے اور اس کے لئے شرائط نہ ہیں اور نہ لگائی جا سکتی ہیں البتہ کھلی اور پاک زمین ہونی چاہیئے۔ اور اس کا جلد انتظام ہونا چاہیئے۔ یہ جو آہستہ آہستہ چلنے کا رواج مجھے بعض جگہ نظر آنے لگ گیا ہے یہ طریق ٹھیک نہیں۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ ابھی میں مسجد کا ذکر کر رہا تھا تو میری توجہ اس طرف پھری اور میں نے سوچا کہ قرآن کریم نے یہ کتنے پتے کی بات کہی ہے۔

اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ
(الانبیاء: ۴۵)

کہ لگاتار اور تسلسل کے ساتھ کسی جماعت کا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بن کر بڑھتے ہی چلے جانا اس بات کی دلیل ہے کہ صرف وہی جماعت کامیاب ہوگی جو دن بدن بڑھتی چلی

جا رہی ہے اور اس کے مقابلہ میں جو جماعت گھٹتی چلی جاتی ہے، خواہ تھوڑا ہی فرق کیوں نہ ہو وہ کامیاب نہیں ہوسکتی۔ یہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے اور اس کی ساری مخلوق میں کارفرما ہے۔ اب فرض کر لیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے وقت دنیا کی دو ارب کی آبادی تھی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ غلبہ اسلام کی مہم کے اجرا کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور دنیا میں اس بات کی منادی کرو کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس غرض کے لئے مبعوث کیا ہے اور میری جماعت میں شامل ہو جاؤ تا کہ ہم اکٹھے ہو کر خدا تعالیٰ کی راہ میں بے دریغ قربانیاں دیتے ہوئے اس کی بے شمار رحمتوں کو جذب کرنے کے بعد اس مہم کو (کہ اسلام دنیا میں غالب آئے) کامیاب کریں۔ اگر اس وقت دنیا میں کل دو ارب انسان تھے اور دعویٰ کرنے والا بہرحال ایک تھا تو کل آبادی میں احمدیوں کی نسبت ۱/۲ارب تھی۔ پھر یہ تعداد بڑھنی شروع ہوئی اور اسی نسبت کے ساتھ غیر احمدی مسلمان بحیثیت مجموعی گھٹنے شروع ہوئے۔ مسلمان چونکہ مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اس لئے لفظ ''غیر احمدی'' بڑی احتیاط سے استعمال کرنا چاہیئے۔ مثلاً آپ کہا کریں دیوبندی ہیں یا یہ کہا کریں بریلوی ہیں یا یہ کہا کریں کہ اہل حدیث ہیں یا یہ کہا کریں کہ شیعہ ہیں یا یہ کہا کریں کہ حنفی ہیں یا یہ کہا کریں کہ جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس طرح یہ چھوٹے چھوٹے گروہ بن جاتے ہیں۔ مگر آپ اپنے مخالف کو ایک نام دے کر اس کی تعداد کو غیر فطری طور پر بڑھا دیتے ہیں پس یاد رکھنا چاہیئے کہ جماعت کا مخالف غیر احمدی نہیں ہے بلکہ جماعت کا مخالف یا تو دیوبندی ہے یا بریلوی ہے یا اہل حدیث ہے یا شیعہ ہے یا جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والا ہے گویا اسی طرح امت مسلمہ ۷۳ فرقوں میں بٹی ہوئی ہے۔ وہ سب علیحدہ علیحدہ طور پر آپ کے مخالف ہیں کچھ تھوڑے مخالف ہیں اور کچھ زیادہ، سب کو اکٹھا کر کے ایک گٹھڑی میں باندھ دینا درست نہیں ہے۔ اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ تاہم مَیں اس وقت نوع انسانی کو لے رہا ہوں۔ پہلے دن ایک اور دو ارب کی نسبت تھی اور آج میرے اندازہ کے مطابق دنیا میں احمدیوں کی تعداد ایک کروڑ تک پہنچ چکی ہے اور اس کے مقابلہ میں فرض کریں دنیا کی آبادی بڑھ کر تین ارب ہوگئی ہو تو پھر بھی ایک کروڑ کی نسبت تین ارب کے ساتھ اس سے بہت زیادہ ہے جتنی ایک کی نسبت دو ارب کے ساتھ تھی

کیونکہ احمدی ایک سے ایک کروڑ ہو گئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جو اس ایک اور دو ارب کی نسبت میں فرق ہے اور جو ایک کروڑ اور تین ارب کی نسبت میں فرق ہے اسی نسبت سے مسلمانوں کا جو حصہ جماعت احمدیہ میں شامل نہیں ہوا وہ گھٹ گیا ہے۔ اُن کی تعداد کم ہوگئی ہے۔

پس عقلاً بھی اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ کی رو سے ایک مسلسل عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے رونما ہوا ہے۔ ایک تبدیلی ہے جو اس نسبت کے اندر پیدا ہوگئی ہے اور اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ وہ اپنے قائم کردہ سلسلہ کو ترقی دے۔ جماعت احمدیہ جو دراصل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا باغ ہے، جسے قدرت کے ہاتھ نے خود لگایا ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ اس باغ کو ثمر آور کرے اور اس جماعت کو غالب کرے۔ قرآن کریم نے ایک اصول بیان کیا ہے اور خدا تعالیٰ کی قدرت کے ہاتھ نے دنیا میں اس اصول کو قائم کیا ہے اور کر رہا ہے۔ دنیا پر یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ جو سلسلہ خدا کی طرف سے ہے وہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔

پس یہ ہماری ایک جدوجہد ہے جو شروع ہے۔ اس کے لئے کچھ ذیلی باتیں میں نے بتا دی ہیں۔ کچھ بنیادی باتیں ہیں اور وہ یہ کہ ساری دنیا میں قرآن کریم کی اشاعت ہونی چاہیئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر گھر میں جہاں انسان رہائش پذیر ہیں ہم نے قرآن کریم صرف متن ہی نہیں بلکہ اس زبان میں مترجم جس زبان کو اس گھر کے مکین بولتے اور سمجھتے ہیں اس گھر میں قرآن کریم کو پہنچانا ہے۔ یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ یہ بہت عظیم الشان کام ہے مگر یہ انشاء اللہ ہو کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی ہے کہ یہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہوگا تاہم اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت نہیں دی کہ زید یا بکر کے ذریعہ ہوگا اسی لئے خدا تعالیٰ دوسری جگہ انذار کا پہلو سامنے لے آیا ہے کہ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایک اور قوم پیدا کرے گا جو خدا تعالیٰ کا منشاء پورا کرے گی۔ خدا تعالیٰ کی تدبیر اور اس کا منصوبہ اور اس کا ارادہ ناکام نہیں ہوا کرتا ہر گھر میں قرآن کریم کا اس زبان میں ترجمہ شدہ نسخہ جس کو اس گھر کے مکین بولتے اور سمجھتے ہیں وہ ہم نے پہنچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو انسان کے دل سے پیار ہے۔ اس نے انسان کو اپنی محبت کے حصول کے لئے پیدا کیا ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان اس کا بندہ

بنے اس کی صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھائے۔ انسان جو زبان بولتا ہے اللہ تعالیٰ کو وہ زبان تو پیاری نہیں ہے سوائے اس الٰہی زبان کے جو کہ بنی نوع انسان کے فائدہ کے لحاظ سے بہترین زبان تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو اختیار فرمایا۔ یہ نہیں کہ جو ہمارا محاورہ ہے کہ باقی زبانیں سوتیلی تھیں اور عربی اس کی اپنی تھی اسلئے اس نے عربی کو اپنایا ایسا نہیں ہے۔ اس زبان کو اللہ تعالیٰ نے کچھ اس طرح بنایا ہے اور انسانی دماغ کو اس طرف رہنمائی کی کہ ابدی زبان جو اپنی تمام خوبیوں کے ساتھ نظر آتی ہے وہ قرآن کریم کی زبان بن گئی۔

پس عربی زبان کو اختیار کرنے کا صرف یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ نے یہ چاہا کہ صرف یہی ایک زبان ہے جس میں آخری شریعت اگر اتاری جائے تو نوع انسانی کو اس سے سب سے زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہے کیونکہ یہ زبان مختلف معانی کی متحمل ہے۔ یہ زمانہ اور ہے ملک کے حالات بدلتے رہتے ہیں اور اس تبدیلی کے نتیجہ میں کئی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور کئی نئے مسائل جنم لیتے ہیں۔ ان کو حل کرنے کے لئے زبان کے اندر وسعت کو سمیٹ لینا اور اس سمٹی ہوئی وسعت کو چھپا لینے کی طاقت ہونی چاہیئے یعنی ایسی زبان ہونی چاہیئے جس کے متعلق محض فلسفیانہ رنگ میں نہیں یا اپنی خواہش کے رنگ میں نہیں بلکہ فی الحقیقت یہ کہا جاسکتا ہو کہ اس کے اندر باطنی رموز و اسرار رکھے جا سکتے ہیں۔ اگر وہ زبان نہ ہو تو اس زبان میں اللہ تعالیٰ کے کلام نے ہر زمانہ کے مسائل کو حل کرنا ہو تو وہ نہیں کر سکے گی لیکن اگر اس زبان میں اتنی وسعت ہو کہ قیامت تک کے مسائل کے حل کرنے کے لئے وہ پوشیدہ اسرار جو اس زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں پوشیدہ اسرار کے طور پر ودیعت کر دیئے جائیں تو پھر اس زبان کو اختیار کیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں کیا جا سکتا۔

پس اصل زبان عربی ہے لیکن دنیا کے مختلف حصوں کے لوگوں کو سمجھانے کے لئے اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ جو حتی الوسع کوشش کے باوجود پھر بھی ناقص رہتا ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں متن سے پیار کرو کیونکہ مطہر دل کو یہ بشارت دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود تمہیں حالات کے مطابق قرآن کریم کے معانی بتائے گا۔ ان نئے معانی کا سیکھنا حقیقتاً تو عربی زبان ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے کیونکہ عربی زبان ہی اس کی متحمل ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد طفیلی طور پر ہم نے

مشاہدہ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اردو کا جس رنگ میں استعمال کیا ہے وہ بھی بڑا قادرانہ استعمال ہے۔ اس کے ذریعہ بھی بہت سارے اسرار و رموز قرآنیہ انسان پر کھل سکتے ہیں اور کھلتے رہے ہیں۔ یہ ہمارا ذاتی مشاہدہ ہے لیکن یہ تو ایک طفیلی چیز ہے۔ اصل عربی ہے۔ اس لئے متن کو تو ہم نے بہرحال قائم رکھنا ہے لیکن متن سے انس اور پیار کو قائم کرنے کے لئے اور قرآن کریم سے ایک لگاؤ اور الفت پیدا کرنے کے لئے یہ بات اشد ضروری ہے کہ ہم ہر انسان کے سامنے متن بھی رکھیں کیونکہ اس کے دل میں ایک وقت میں یہ خواہش پیدا ہوسکتی ہے اور پیدا ہوتی ہے کہ اسے ترجمہ کے علاوہ عربی سیکھنی چاہیئے۔ مجھے اس کا ذاتی طور پر علم ہے کیونکہ بہت سے دوست مجھے خط لکھتے ہیں کہ ان پر ایک وقت ایسا آیا کہ انہوں نے سمجھا تراجم اور تفسیری نوٹوں سے تو ان کی سیری نہیں ہوتی اس لئے انہیں اپنی سیری کے لئے عربی زبان سیکھ کر عربی متن پر غور کرنا چاہیئے۔

غرض ہر گھر میں قرآن کریم پہنچانا ایک بہت بڑا کام ہے اور اس سے بھی بڑھ کر ہر فردِ واحد کے ہاتھ میں اس کی اپنی زبان میں قرآن کریم پہنچانا اس سے بھی بڑا کام ہے کیونکہ گھر کے مکین ایک وقت میں دو میاں بیوی اور بچے بھی ہوتے ہیں۔ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ بعض گھروں میں بچے نہیں ہوتے۔ عموماً ہر گھر میں چار پانچ بچے ہوتے ہیں یہ اور بات ہے کہ کسی کہ ہاں ہالہ کے ہالہ بچے ہوتے ہیں۔ (ہالہ بنگالیوں کی اصطلاح ہے۔ ایک ہالہ میں چار بچے ہوتے ہیں) گو کشمیریوں کے ہاں بھی بہت بچے ہوتے ہیں تاہم بنگالی اس میں مشہور ہیں وہ یہ نہیں کہتے کہ ہمارے اتنے بچے ہیں بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے اتنے ہالہ بچے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ صرف چار ہالہ بچے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے سولہ بچے ہیں۔ گویا ہر گھر میں بچوں کی تعداد کم و بیش ہوتی ہے۔ تاہم بڑے بچوں کے لئے بھی ہر گھر میں قرآن کریم پہنچانا ہے۔ تم اگر یہ سوچو اور گھبراؤ اور کہو کہ ہمارے اوپر ذمہ داری نہیں ہے۔ تو تمہاری مرضی۔ لیکن اگر تمہارے دل میں صدق اور صفا اور وفا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو مانتے اور اس کی بشارتوں پر ایمان لاتے ہو تو تمہیں یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی کہ تمہارے اوپر یہ بات فرض کر دی گئی ہے۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ یہ کام بہت وسیع ہے۔ یہ ذمہ داری بہت بھاری ہے اور یہ کام اتنی

دولت کا محتاج ہے کہ آج ہماری وسعت یا ہماری دولت یا ہماری طاقت اس کو نباہ نہیں سکتی لیکن جس ہستی نے یہ وعدہ کیا ہے کہ میں تمہارے ذریعہ یہ کام کرواؤں گا۔ وہ ہمیں پیسے بھی دے گا۔ وہ ہمارے اندر ہمت اور وسعت بھی پیدا کرے گا۔ وہ اپنی قادرانہ صفات کے جلوے ہمارے وجود میں ظاہر فرمائے گا کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس لئے اس بات کی تو فکر نہیں کرنی چاہیئے کہ ہمارے پاس وسائل نہیں۔ یہ کام کیسے ہوگا۔

احباب کو یاد ہوگا میں نے ۱۹۷۰ء میں کہا تھا کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ افریقی ممالک میں غلبہ اسلام کی مہم میں شدت اور تیزی پیدا کرنے کیلئے کم از کم ایک لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ خرچ کرو۔ میں نے کہا مجھے یہ فکر نہیں ہے کہ پیسے کہاں سے آئیں گے دولت اور خزانوں کا مالک تو خود خدا تعالیٰ ہے۔ اس نے کہا ہے تو وہ خود اس کا انتظام فرمائے گا۔ یہ تو ایک ایسی بات ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنے نوکر کو یہ کہے کہ مہمان آگئے ہیں تم جا کر چار آنے کا دہی لے آؤ۔ وہ کہے حضور پیسے دو۔ کہے میں پیسے نہیں دونگا۔ وہ کہے گا پھر دہی کہاں سے لاؤں۔ اگر ایک عقلمند مالک دہی کا حکم دیتے ہوئے نوکر کے ہاتھ پر پیسے بھی رکھ دیتا ہے تا کہ وہ فوراً دہی لے آئے تو وہ جو تمام حکمتوں کا سرچشمہ ہے اور عقل و فراست کا منبع ہے اور ہر امر کا مصدر ہے اس کے متعلق تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ تمہیں وسیع پیمانے پر قرآن کریم کی اشاعت کا حکم دے اور تمہارے لئے پیسوں کا انتظام نہ کرے۔ یہ تو نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ میں نے دوستوں سے کہا مجھے پیسوں کی فکر نہیں ہے۔ اسی طرح اس نے کہا ہے کہ ڈاکٹر بھیجو۔ ٹیچر بھیجو۔ میں نے کہا مجھے اس کی بھی فکر نہیں ہے۔ مجھے جس چیز کی فکر ہے اور تمہیں بھی ہونی چاہیئے وہ یہ ہے کہ ہماری حقیر کوششیں جب اس کے حضور پیش ہوں تو وہ ان کو قبول بھی کرے گا یا نہیں۔ ہماری اپنی غفلت، اپنی کوتاہی اور اپنے گناہ یا اپنی غلطی کہیں ہماری ناکامی کا موجب نہ بن جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا کہے میرے پاس کیا لے کر آئے ہو۔ میرے خزانے بھرے ہوئے ہیں اس لئے لے جاؤ مجھے تمہارے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے اور یہ ہمارے اپنے دلوں کے گند کا ردعمل ہو کہ ہم اس کے حضور پیش کریں مگر وہ عنداللہ قبول نہ ہو۔ اس لئے یہ وہ مقام ہے جس کی فکر کرنی چاہیئے۔

پس تم کچھ کر کے بھی فخر نہ کرو بلکہ کچھ کر کے اور زیادہ عاجزانہ طور پر اپنی گردنوں کو اس

کے حضور جھکا لو کیونکہ خطرے کا وقت اب آ گیا ہے۔تم نے اپنی طرف سے قربانی پیش کر دی دیکھنا یہ ہے کہ عنداللہ قبول بھی ہوتی ہے یا نہیں۔ یہ ایک بنیادی نکتہ ہے جو ہر وقت مومنوں کے سامنے رہنا چاہیئے ۔ جب ایک مومن خدا کے حضور کوئی قربانی پیش کرتا ہے تو وہ اسی پر بس نہیں کرتا بلکہ اس کے دل میں خدا کے حضور پیش کرنے کا پہلے سے زیادہ جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پتہ نہیں قبول ہوگا یا نہیں۔لیکن جب تم نے کچھ پیش ہی نہیں کیا تو قبول ہونے نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن جس وقت تم نے خدا کے حضور کچھ پیش کر دیا اس وقت یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا عنداللہ مقبول بھی ہے یا نہیں۔ یہ ایک بڑا اہم سوال ہے اور بڑا نازک سوال ہے۔ ہر ایک احمدی کو اس کی فکر کرنی چاہیئے ۔ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ تھا کہ مغربی افریقہ میں خرچ کرنے کے لئے کم از کم ایک لاکھ پاؤنڈ جمع کرو اور خدا تعالیٰ نے دے دیا تین چار گنا زیادہ۔ جماعت نے یہ قربانی باقی چندوں میں اسی طرح شدت اور تیزی کو قائم رکھتے ہوئے دی یعنی باقی چندوں کا تسلسل قائم رہا (یہ میں اس وقت کی بات کر رہا ہوں جب پاؤنڈ گیارہ بارہ روپے کا تھا اب تو اس کی قیمت بڑھ گئی ہے) چنانچہ پاکستان کی جماعتوں نے قریباً تین لاکھ پاؤنڈ چندہ دیا اور ایک لاکھ پاؤنڈ سے زیادہ بیرون پاکستان کی جماعتوں نے چندہ دیا۔ کہا تھا کم از کم ایک لاکھ پاؤنڈ خرچ ہونا چاہیئے اور دے دیا ہمیں قربانی کی شکل میں ساڑھے تین لاکھ اور چار لاکھ پاؤنڈ۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہم نے وہاں جو کلینک کھولے ہیں ان سے جو بچت ہوئی ہے وہ ایک لاکھ پاؤنڈ سے زیادہ ہے۔ **الحمد للّٰہ علٰی ذالک۔**

اب دیکھو اللہ تعالیٰ کتنا دیاّ لو ہے۔ اس لئے جب میں یہ کہوں یا کوئی اور کہے کہ ہر انسان کے ہاتھ میں قرآن کریم مترجم پہنچانا جماعت احمدیہ کا کام ہے تو دُنیا جو کہے سو کہے آپ میں سے کسی شخص کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ یہ کہے کہ یہ غریب جماعت اس عظیم الشان کام کو کیسے کرے گی۔ آخر اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال کی شکل میں جو دولت عطا فرمائی ہے وہ تمہارے پاس کیسے آ گئی۔ ماؤں کے پیٹ سے لے کر تو کوئی نہیں آیا تھا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی دین ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کی عطا کا نتیجہ ہے۔ تو کیا اب خدا تعالیٰ کے خزانے خالی ہو گئے ہیں؟ نہیں! اس کے خزانے اب بھی بھرے ہوئے ہیں۔

ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ اس پر کامل توکل اور پوری امید رکھی جائے۔ جب اس نے یہ کہا کہ یہ کام کرو۔ دنیا میں وسیع پیمانے پر اشاعت قرآن کریم کا یہ کام کرو۔ تو وہ اس کے لئے وسائل بھی مہیا فرمائے گا۔ خود قرآن کریم نے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ کی جو تدابیر نافذ ہوتی ہیں اور منصوبے بنائے جاتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں ایک وقت مقدر ہوتا ہے۔ اس وقت پر وہ کامیابی نمایاں ہو کر بنی نوع انسان کے سامنے آجاتی ہے۔ چنانچہ مجھے بھی ایک بشارت کے سلسلہ میں ساتھ یہ بھی فرمایا کہ یہ کام اپنے وقت پر ہوگا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب میں سپین کا دورہ کر رہا تھا۔ اسے میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔

غرض ہمارے ساتھ تو خدا تعالیٰ بہت پیار کرتا ہے۔ اگر کوئی احمدی یہ کہے کہ یہ کیا خدا نے ہمارے ذمہ اتنا بڑا کام لگا دیا ہے ہم اس کو کیسے کریں گے۔ ہمیں اس کی طاقت ہی نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس احمدی سے بڑا بدقسمت اور کوئی انسان نہیں ہے۔

پرسوں کا ایک واقعہ ہے۔ میں دوستوں کو بتا دیتا ہوں کیونکہ اس سے خدا کا پیار ظاہر ہوتا ہے۔ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے جذبات موجزن ہیں۔ کسی نے مجھے کہا کہ انگلستان کا ویزہ لینے کے لئے فلاں شخص سے کہا جائے کیونکہ لاہور کے برٹش قونصلیٹ (British Consolate) میں ان کی کسی سے دوستی ہے وہ جلدی ویزہ لے دے گا کیونکہ ہماری تیاری میں دیر ہوگئی تھی ملکی حالات کی وجہ سے پروگرام پیچھے ڈالتے رہے تھے۔ اب چند دن بعد ہم نے روانہ ہونا تھا۔ چنانچہ میں نے ان کو فون کیا کہ میں اس سلسلہ میں تمہارے پاس آدمی بھجوا رہا ہوں۔ تم کوشش کر کے انگلستان کا ویزا حاصل کرو۔ میرا پیغام ان کی بیگم نے سنا تھا۔ میں نے آدمی بھجوا دیا لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ پیر کی شام کو ان کا فون آ گیا کہ حضرت صاحب کو کسی نے غلط بتایا ہے برٹش کونسلیٹ میں میرے کسی سے ایسے تعلقات نہیں ہیں کہ میں ایک دن میں ویزہ لے سکوں کیونکہ یہ لوگ تو جب ویزے کی درخواست جائے تو دو ہفتے سے لے کر آٹھ ہفتے تک وقت دیتے ہیں کہ آ کر پہلا انٹرویو دو کہ تمہیں ویزا کیوں دیا جائے۔ لہٰذا ایک دن میں تو ویزا ملنا مشکل ہے۔ وہ خود بڑے گھبرائے ہوئے تھے۔ مجھے خود بھی بڑی تشویش تھی اور پریشانی بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے ویزا ملنے کی کوئی صورت نکل آئے۔ چنانچہ منگل کی صبح نماز کے

بعد میں لیٹا ہوا تھا اور اپنے رنگ میں دعائیں کر رہا تھا تو اس دعا کے اندر ایک فقرہ خود میرے دل میں اُبھرا اور اُس نے ایک مجسم شکل اختیار کی۔ اس کے پورے الفاظ مجھے یاد نہیں رہے کیونکہ اس وقت میں نے لکھے نہیں تھے۔ کچھ اس قسم کا فقرہ تھا۔ ''مجھ سے امید نہیں ہے؟'' اس میں اللہ تعالیٰ کے پیار کا اظہار بھی تھا اور کچھ تھوڑی سے ڈانٹ بھی تھی۔ اس سے ایک طرف تو مجھے بڑی تشویش ہوئی کہ میں نے غلطی کی ہے۔ خدا تعالیٰ پر امید رکھنی چاہیئے تھی۔ دعا کے الفاظ میں غلطی ہوگئی ہے۔ دوسری طرف مجھے اللہ تعالیٰ کے اس پیار پر اتنا لطف آیا کہ میں بتا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے عاجز بندوں سے اتنا پیار کرتا ہے کہ انسان کماحقہٗ شکر بھی ادا نہیں کر سکتا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ساری مخلوق سے جو رشتہ قطع ہونا چاہیئے وہ پوری طرح قطع ہونا چاہیئے۔ اگر خدا تعالیٰ کی راہ میں کام ہے تو اس قسم کی روکیں لایعنی اور بے معنی ہیں۔ چنانچہ جب میں نو بجے کے قریب اپنے دفتر میں گیا تو پرائیویٹ سیکریٹری (آج کل چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ ہیں) آئے اور میں نے اُن سے کہا صبح اشارہ ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ سب کام ٹھیک ہو جائے گا۔ ابھی میرے منہ سے یہ فقرہ نکلا ہی تھا کہ دفتر کے ایک اور صاحب دوڑے ہوئے آئے اور کہا کہ فلاں صاحب کا فون آیا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں برٹش کونسلیٹ سے ملا ہوں وہ کہتے ہیں ٹھیک ہے۔ ہم ابھی ویزا دے دیتے ہیں۔ وہ ویزا جس کے لئے اُن کے خیال میں دو ہفتے سے آٹھ ہفتے تک صرف انٹرویو پر وقت لگتا ہے ایک دن میں مل گیا۔ بلکہ انہوں نے تو یہ بھی کہا کہ حضرت صاحب کے لئے ویزے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو جس ملک میں جانا چاہیں بغیر ویزے کے جاسکتے ہیں۔ خیر یہ تو الٰہی تصرف تھا جو اس کے دل پر ہوا۔ ہمارے دوست نے کہا جو آپ کا ملکی قانون ہے وہ تو پورا کرو اور ویزا جاری کردو چنانچہ دوسرے دن ویزا مل گیا۔ اب یہ ایک چھوٹی سے بات تھی جس کے لئے صحیح راستہ بھی بتا دیا گیا۔ مجھے اس الٰہی پیار پر بہت لطف آیا۔

میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے جذبات موجزن ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ میرے جیسے عاجز انسان سے یہ پیار کرتا ہے کہ وہ کام جس کے لئے ہفتوں درکار تھے منٹوں میں ہو گیا۔

پس یہ سوال نہیں ہے کہ ایسا نہیں ہوگا۔ یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ سوال یہ ہے کہ ہر گھر

کے ہر انسان کے ہاتھ میں اس کی اپنی زبان میں ترجمہ شدہ قرآن کریم پہنچانا ہے۔ یہ کام انشاء اللہ ہو کر رہے گا۔ یہ بات تو سوچنی بھی نہیں اور یہ ہماری ذمہ داری بھی نہیں ہے کہ روپیہ کہاں سے آئے گا۔ جس ہستی نے کہا ہے یہ کام ہو وہ اس کا انتظام بھی کرے گا۔ ہماری ساری توقعات اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات سے وابستہ ہیں۔ اس نے اس ذمہ داری کو نباہنے کے لئے یہ نہیں کہا کہ ہر انسان مثلاً اگر دنیا میں ڈیڑھ ارب گھر ہو تو ڈیڑھ ارب گھر میں قرآن کریم پہنچانے کے لئے (حمائل سائز قرآن کریم جو بڑا سستا نظر آتا ہے) نو ارب روپے چاہئیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھ پر اور آپ پر یہ ذمہ داری نہیں ڈالی کہ ہم نو ارب روپیہ اکٹھا کریں۔ خدا تعالیٰ نے مجھ پر اور آپ پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ جو کام تم کر سکتے ہو اس کو انتہا تک پہنچا دو۔ جو شخص دو پیسے دینے کی استطاعت رکھتا ہے وہ اگر دھیلا دیتا ہے تو گنہگار رہے لیکن جو شخص دو پیسے دینے کی استطاعت رکھتا ہے اور دو پیسے دے دیتا ہے تو اس نے گویا اپنی کوشش اور تدبیر کو انتہا تک پہنچانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے انتہائی پیار کو حاصل کر لیا اور ایک دوسرا شخص جو خدا کی راہ میں ۲۰ ہزار روپے دے سکتا ہے۔ اگر اس نے ۱۰ ہزار روپے دیئے تو اس نے گویا اپنی تدبیر کو انتہا تک نہ پہنچانے کی وجہ سے اس سے کم پیار حاصل کیا جس نے دو پیسے کے دو پیسے دے دیئے کیونکہ نہ دو پیسے دینے کا حکم ہے نہ ۲۰ ہزار روپے دینے کا حکم ہے اور نہ ۲۰ لاکھ دینے کا حکم ہے۔ خدا تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ اپنی طاقت کے مطابق انتہائی قربانی کر جاؤ۔ جواب طلبی خدا نے کرنی ہے میں نے یا آپ میں سے کسی نے نہیں کرنی اس لئے انسان کو سوچنا پڑے گا اور اپنے اندرونہ پر نگاہ ڈالنی پڑے گی کہ وہ اپنے نفس کو کہیں جھوٹی تسلی تو نہیں دے رہا کہ مجھ میں اس سے زیادہ کی طاقت نہیں تھی۔ اس لئے قربانی نہیں دے سکتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کرنا ہے کہ تمہارے اندر طاقت تھی یا نہیں۔ تاہم یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔

اس تدبیر کو انتہا تک پہنچانے کے مختلف طریقے ہیں۔ کچھ آپ سے ذاتی اور کچھ آپ کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ کچھ پاکستان کی جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں کچھ بیرون پاکستان کی جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں کچھ ساری دنیا کے احمدیوں کی مجموعی زندگی جسے احمدی زندگی کہا جاتا ہے اس سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کا تعلق بیرون پاکستان کی جماعتوں سے ہے مثلاً جو

ذمہ داریاں انگلستان یا یورپ کی جماعتوں پر ہیں یا امریکہ کی جماعتوں پر ہیں یا مغربی افریقہ کی جماعتوں پر ہیں یا مشرقی افریقہ کی جماعتوں پر ہیں ان کے متعلق احباب سے مشورہ کرنا بھی ہمارے لئے ضروری ہے۔ بیرون پاکستان کے احباب جماعت سے باتیں کرنا۔ اسلام کا تبلیغ اور قرآن کریم کی ہمہ گیر اشاعت کے متعلق سوچنا اور موقع پر مختلف کمیٹیاں مقرر کرنا اور منصوبے بنانا یا دوسرے لفظوں میں صحیح طور پر اعداد وشمار اکٹھے کرنا وغیرہ بہت سے کام کرنے پڑتے ہیں۔قرآن کریم نے کہا ہے۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً (التوبۃ:۴۶)

کہ کسی کام کے کرنے سے پہلے بڑی تیاری کرنی پڑتی ہے۔ اگرچہ یہ منافقوں سے کہا گیا ہے کہ اگر تمہیں جہاد میں شامل ہونا تھا تو جہاد میں شامل ہونے کے لئے جس قسم کی تیاری کی ضرورت تھی وہ تمہیں کرنی چاہیئے تھی۔ تاہم اس میں ایک اصول یہ بتایا گیا ہے کہ جس قسم کا کام ہوتا ہے اس قسم کی پوری تیاری کرنی چاہیئے۔ کسی کام کی تیاری کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ کام کرنے کی نیت ہے۔ اگر کوئی شخص مثلاً جمعہ کی نماز میں شامل ہونے کے لئے (چھوٹی سی مثال لیتا ہوں تا کہ چھوٹے بچے بھی سمجھ جائیں) یہ کہے کہ میری یہ خواہش ہے کہ جمعہ میں شامل ہوں۔ اب وہ جمعہ کی نماز میں شامل تو ہونا چاہتا ہے مگر یہاں جمعہ ہوتا ہے ڈیڑھ بجے سوائے اس کے آج میں آ گیا ہوں اور وقت بدل دیا ہے اور آپ کو نصف گھنٹے تک انتظار کروایا ہے۔ بہرحال اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ڈیڑھ بجے سے پہلے کھانا کھالے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ڈیڑھ بجے سے پہلے غسل کر کے نئے کپڑے پہن لے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گھر سے ایسے وقت چلے کہ ڈیڑھ بجے سے پہلے پہلے احمدیہ ہال میں پہنچ جائے۔ اگر ایک گھنٹے کا راستہ ہے اور کوئی شخص یہ کہے کہ جمعہ میں شامل ہونے کی میرے دل میں تو اتنی خواہش ہے اور نہ شامل ہو کر مجھے اتنا دکھ ہوتا ہے کہ کراچی میں کسی احمدی کے دل میں جمعہ چھوڑنے پر اتنا دکھ نہیں ہوتا۔ اب وہ دعویٰ تو یہ کرے لیکن گھر میں بیٹھا رہے اور جب ڈیڑھ بجے جائے تو سستی سے آنکھیں ملتا ہوا نیم دلی سے وضو کرے اور کپڑے بدلے اور کہے دیر ہوگئی ہے اب نہانا چھوڑتا ہوں اور پون گھنٹہ اسے اپنے گھر سے یہاں پہنچنے میں لگتا ہو تو جمعہ جو ایک فرض نماز ہے

اس میں تو وہ شامل نہیں ہو سکے گا اور ممکن ہے وہ اپنے دل کو طفل تسلی دینے کے لئے یہ کہہ دے کہ اوہو! بڑی دیر ہو گئی ہے۔ ’’ہُن تے جمعہ ملنا ہی نہیں ہن جان دا کی فائدہ اے۔ کوئی گل نئیں گھر میں بیٹھ جاندے آں‘‘

پس جس آدمی کی کام کرنے کی نیت ہو وہ اس کے لئے تیاری کیا کرتا ہے۔ ایک چھوٹی سی اور مثال دے دیتا ہوں۔ جس عورت یا جس بیوی کی یہ خواہش ہو کہ وہ اور اس کا میاں اور بچے بھوکے نہ رہیں۔ تو وہ چولہا جلاتی ہے۔ گرمیوں کے دنوں میں تکلیف اُٹھاتی ہے۔ آگ کے سامنے بیٹھتی ہے اور سالن تیار کرتی ہے اور روٹیاں پکاتی ہے لیکن اگر کوئی عورت (اور ایسی عورتیں ہیں ہمارے سامنے ان کے واقعات آتے رہتے ہیں) یہ کہے کہ مجھے تو اپنے میاں اور بچوں کا بڑا خیال ہے لیکن میں گرمی برداشت نہیں کر سکتی۔ میں ان کے لئے کھانا نہیں پکا سکتی اس لئے وہ جائیں جہنم میں۔ جو مرضی آئے کرتے رہیں۔ اب ان سے پیار کا اظہار بھی ہے اور جہنم میں بھجوانے کی باتیں بھی کرتی ہے۔ اس قسم کی باتیں ایسی ہیں جن کو انسانی عقل قبول نہیں کرتی۔ اللہ تعالیٰ جو عقل کل کا منبع اور سرچشمہ ہے وہ ان کو کیسے قبول کرے گا۔

پس ہم نے تیاری کرنی ہے۔ یہ ہمارا فرض ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد کو انفرادی اور اجتماعی ہر دو اعتبار سے جتنی جتنی وسعت اور استطاعت ہے وہ پوری کی پوری خدا کی راہ میں خرچ کر دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ان کو پورا ثواب اور پیار ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا۔ جو کمی رہ جائے گی اس کے لئے فرمایا۔ لَہَا مَا کَسَبَتۡ وَ عَلَیۡہَا مَا اکۡتَسَبَتۡ (البقرۃ:۲۸۷) پہلے ٹکڑے میں بشارت دی گئی اور عظیم بشارت دی گئی ہے لیکن عظیم بشارت کے مطابق تم سے وہ قربانی نہیں مانگی گئی جس کی تم کو طاقت نہیں دی گئی لیکن جتنی تم کو طاقت دی گئی ہے اس کے مطابق انتہائی قربانی کا مطالبہ کیا گیا ہے اور پھر کامیابی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ وہی کامیابی عطا کرتا ہے وہ آسمانوں سے سامان نازل کرتا ہے۔ وہ زمین سے کہتا ہے کہ میری تدبیر کو کامیاب کرنے کے لئے سامان اگلو۔ چنانچہ بہتے ہوئے چشموں کی طرح سامان مہیا ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔ اس کے لئے کوئی چیز اَنْ ہونی نہیں ہے لیکن جو ہماری ذمہ داری ہے وہ ہم

نے بہر حال نباہنی ہے۔اس کے بغیر تو کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

جہاں تک قرآن کریم کی اشاعت اور اس کے لئے مطبع کا تعلق ہے یہ کام پورے زور کے ساتھ شروع ہو چکا ہوا ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہے اور آپ کو خوشی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تھوڑے سے عرصہ میں اپنا مطبع نہ ہونے کے باوجود ۸۰ ہزار کے قریب قرآن کریم طبع ہو کر قریباً سارے کے سارے تقسیم بھی ہو گئے ہیں۔ابھی اور چھپ رہے ہیں پھر مطبع کی عمارت کا کام بھی شروع ہو گیا ہے۔ اسی طرح پریس کی معلومات اور اس کے دوسرے لوازمات کی فراہمی کا کام بھی شروع ہے۔ انشاء اللہ اپنے وقت پر مکمل ہو جائے گا۔اس میں دقتیں پیش آئیں، روکیں پیدا ہوئیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے ایک بہادر مسلم احمدی کی طرح تمام روکوں کو پھلانگا۔ ہمارے سامنے کوئی ایسی روک نہیں ہے جو ہمیں ایک جگہ پر کھڑا کر دے۔کھڑا ہونے یا بے حرکت ہونے یا مر جانے کے لئے ہم پیدا ہی نہیں ہوئے۔ہم تو زندہ رہنے اور زندہ کرنے اور ہمیشہ متحرک رہنے اور حرکت میں شدت پیدا کرتے چلے جانے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ جب تک انتہائی اور آخری کامیابی حاصل نہ ہو اور تمام دنیا پر اسلام غالب نہ آ جائے ہم ایک لحہ کے لئے دم نہیں لیں گے۔اور ہر وقت خدمت دین میں کوشاں رہیں گے۔یہی وہ غرض ہے جس کے لئے ہم پیدا ہوئے ہیں اور جس کے لئے سلسلہ احمدیہ قائم کیا گیا ہے۔

غرض جہاں تک پریس کے قیام کا تعلق ہے کام ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایک سال کے عرصہ میں مکمل ہو جائے گا۔مگر خدا تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ ابھی پریس مکمل نہیں ہوا ابھی اسکے مکمل ہونے میں ایک سال لگ جائے گا لیکن خدا تعالیٰ کا یہ منشاء مجھ پر ظاہر ہوا کہ یہ تو کافی نہیں ہے جماعت احمدیہ کے سپرد جو مہم کی گئی ہے اس طرح ایک چھاپہ خانہ اور وہ بھی پاکستان میں یہ تو کافی نہیں ہے۔اس لئے ایک اور چھاپہ خانہ لگایا جائے۔ چنانچہ مجھے اس کی یہ تفہیم ہوئی کہ ایک مطبع یورپ میں کسی جگہ اور ایک افریقہ میں کسی جگہ لگ جانا چاہیئے اور اس کے لئے ابھی سے تیاری ہونی چاہیئے کہ اس غرض کے لئے کون سا ملک زیادہ مناسب ہے اور اس ملک میں کون سے شہر زیادہ مناسب ہیں اور اس غرض کے لئے کتنی زمین درکار ہے اور وہ کس قیمت پر

ملے گی۔ زمین لینے میں دیر لگے گی۔ پھر اس پر پریس کی عمارت کھڑی کرنے میں وقت لگے گا۔ اس غرض کے لئے دو چار سال لگ جائیں گے۔ جو پریس پاکستان میں لگ رہا ہے جب یہ کام کرنے لگ جائے گا تو اتنے میں وہ (یورپ اور افریقہ کے پریس) بھی تیار ہو کر اپنا کام شروع کر دیں گے۔ اشاعت قرآن کریم کے سلسلہ میں ہم نے ابھی تک جو کوشش کی ہے اس کا اثر افریقہ خصوصاً مغربی افریقہ میں بہت زیادہ ہوا ہے۔ وہیں زیادہ تعداد میں قرآن کریم گئے ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں بہت کم تعداد میں گئے ہیں کیونکہ وہاں کے لوگ عادتاً اچھے اور عمدہ کاغذ پر خوبصورت رنگ میں چھپے ہوئے قرآن کریم پڑھنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے ہمیں اچھے کاغذ کا انتظام کرنا پڑے گا۔ وہ بھی انشاء اللہ ہو جائے گا۔ اس غرض کے لئے اور علاوہ ازیں کئی اور جماعتی کام تھے میرا ارادہ بدلا پہلے میرا خیال تھا کہ اس سال انڈونیشیا جائیں گے اُن سے میں نے وعدہ بھی کیا ہوا ہے اور ان کا حق بھی ہے لیکن اشاعت قرآن عظیم کی خاطر جب یہ چیزیں میرے ذہن میں ڈالی گئیں تو میں نے ارادہ کیا کہ مجھے انگلستان جانا چاہیئے اور وہاں مختلف کمیٹیاں بنا کر اس منصوبہ پر عمل درآمد شروع کر دینا چاہیئے۔ پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ پیسے کہاں سے آئیں گے اور بہت سے باتیں ہیں جن پر انشاء اللہ وہاں جا کر غور کریں گے۔ اس کے علاوہ بعض دوسرے ضروری کام ہیں۔ کچھ اپنا بھی ہے دراصل تو اپنا وہ بھی نہیں ہے۔ اس سال مجھے گرمی لگ گئی تھی (اسے انگریزی میں ہیٹ سٹروک کہتے ہیں) اور اس کے نتیجہ میں میں بڑا کمزور ہو گیا ہوں۔ کام کرنے سے مجھے کوفت ہو جاتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری فطرت کچھ ایسی بنائی ہے کہ وقت آنے پر کافی کام کر سکتا ہوں لیکن بعد میں پھر مجھے تکلیف بھی اٹھانی پڑتی ہے۔ مثلاً اب میں یہاں آ گیا ہوں مجبور ہو کر آپ کے پیار سے۔ تا کہ جمعہ کی نماز پڑھاؤں اور آپ کے کانوں میں نیکی کی باتیں ڈالنے کی کوشش کروں۔ اس کمزوری کی حالت میں سفر کی تیاری کی وجہ سے میں گذشتہ رات ڈیڑھ سے ساڑھے تین بجے تک صرف دو گھنٹے سو سکا۔ پھر ربوہ سے لاہور تک کا موٹر کا سفر تھا اس میں بڑی کوفت ہوئی۔ پھر ہوائی جہاز کا سفر۔ یہاں آتے ہی میں نماز پڑھانے کے لئے آ گیا ہوں۔ اگلی رات بھی مجھے جاگنا پڑے گا لیکن اگر کوئی جماعتی کام آ گیا تو میں پھر اسی طرح بشاشت سے وہ کام کر رہا

ہوں گا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے لیکن اب میں محسوس کرتا ہوں کہ کام کی وجہ سے تھک جاتا ہوں۔ میرے اوپر بہت زیادہ جماعتی کاموں کا بوجھ ہو تو جسم کوفت محسوس کرتا ہے۔ میرا خیال تھا کہ میں وہاں جا کر پانچ سات دن آرام کروں گا۔ اس کے بعد کام کریں گے۔

جس طرح آپ کے دلوں میں نظام خلافت کا احترام ہے اسی طرح بیرون پاکستان کے احمدیوں کے دل میں بھی خلافت سے بہت پیار ہے۔ وہ تو بیچارے میرے جانے پر مختلف کاموں کی وجہ سے تھکے ہوئے ہوتے ہیں مگر کام کئے جاتے ہیں۔ دراصل خلافت ایک انسٹی ٹیوشن ہے۔ ایک فرد نہیں ہے یہ وہ چیز ہے جس کے متعلق میں نے ڈنمارک کے پادریوں سے کہا تھا کہ تمہارا سوال غلط ہے۔ انہوں نے پوچھا تھا آپ کا مقام جماعت احمدیہ میں کیا ہے؟ میں نے جواب دیا تھا میں اور جماعت احمدیہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ اس واسطے میرا مقام جماعت احمدیہ میں کیا ہے یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔

پس ہمارا ایک وجود ہے مثلاً میری انگلیوں پر چوٹ آئی ہو اور مجھے ان پر دوائی لگانی ہو تو میں رات پھر چوکس اور بیدار رہوں گا اور رات کو اُٹھ اٹھ کر دوائی لگاؤں گا تو جماعت احمدیہ جو خدا کے لئے کام کر رہی ہے اس کے لئے بھی میں رات کو بھی اٹھوں گا اور کام کروں گا۔ مجھے یاد ہے ۱۹۴۷ء میں میں دو مہینے تک رات کو سویا ہی نہیں تھا ورنہ عام طور پر میری عادت ہے کہ سات آٹھ گھنٹے نیند پوری کرلوں تو دماغ چوکس اور بیدار رہتا ہے۔ بچپن سے یہی عادت رہی ہے لیکن جب کام پڑ جاتا ہے تو پھر یہ عادت چھوڑنی پڑتی ہے۔ یہی حال ۱۹۴۷ء میں تھا جب کہ بہت کام درپیش تھا۔ احباب جماعت کے لئے بہت کام کرنے پڑتے تھے۔ اُن کی حفاظت کی تدبیریں کرنی پڑتی تھیں۔ ان کے کھانے پینے اور پھر انہیں پاکستان بھجوانے کا انتظام اور اسی قسم کے دوسرے بہت کام تھے۔ چنانچہ میں بلا مبالغہ کہہ رہا ہوں کہ میں دو مہینے تک نہیں سویا۔ اس معنی میں کہ اگر رات کے ایک بجے (میں دفتر میں لیٹتا تھا) کام پڑ گیا تو میرے ساتھی مجھے اٹھا دیتے تھے۔ لیکن اب عمر کا تقاضا ہے تاہم کام کرنا پڑتا ہے خواہ کیسے بھی حالات کیوں نہ ہوں۔ پس ارادہ ہے کہ لندن پہنچ کر چند دن آرام کروں گا۔ یہ مجھے یقین نہیں کہ یہ میرا ذاتی کام ہے۔ یہ بھی دراصل جماعتی کام ہے آخر میری صحت ہوگی تبھی تو میں جماعتی کاموں کا بوجھ

اٹھا سکوں گا۔ غرض میری نیت ہے اور میں نے اس کے متعلق اس لئے اظہار کر دیا ہے تا کہ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ آپ نے دو چار دن آرام بھی کیا تھا حالانکہ کہا یہ تھا کہ میں ایک دن بھی آرام نہیں کروں گا۔ میں نے اس بات کو کھول کر بیان کر دیا ہے کیونکہ خلیفہ وقت اور جماعت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں اس لئے میرے (خلیفہ وقت) اور آپ کے درمیان کوئی راز اور تکلف نہیں ہے۔ جو بات بھی ہوگی وہ آپ کے سامنے کھل کر بیان کروں گا۔ اس لئے کہ ہمارا کام سانجھا ہے۔ اگر چہ تھوڑی سی ذمہ داری اہمیت کے لحاظ سے انگلستان اور یورپ پر زیادہ پڑ گئی ہے اسی طرح کچھ مغربی افریقہ پر۔ تاہم مجموعی طور پر ہم سب کی یہ ذمہ داری ہے جس کا ہم نے وہاں جا کر حالات کے لحاظ سے پورا جائزہ لینا ہے۔

پس اشاعت قرآن عظیم کے لئے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے میں اس سفر کو اختیار کر رہا ہوں اور آپ سے یہ امید رکھتا ہوں کہ آپ اپنی بھرپور اور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ میری مدد کریں گے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ کہ ایک چھوٹی سے مہم ہے اس بہت بڑے منصوبے کی جو اشاعت قرآن کے سلسلہ میں روبعمل آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس مہم میں کامیابی عطا فرمائے۔

اس وقت بھی میں اپنی طاقت سے زیادہ بول چکا ہوں۔ ہر آدمی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھی لگایا ہوا ہے۔ بیوی کے لئے میاں اور میاں کے لئے بیوی کو اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بنا دیا ہے۔ اس واسطے کہا گیا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی کمزوریاں ڈھانپنے کے لئے ثوب کا کام دیتے ہیں۔ یہ وہ حقیقت ہے جسے ہماری جماعت میں سے کچھ لوگ نظر انداز کر دیتے ہیں اور مجھ تک یہ رپورٹ آجاتی ہے کہ فلاں میاں بیوی میں جھگڑا ہو گیا ہے۔ میاں بیوی کو آپس میں جھگڑنا نہیں چاہیئے بلکہ ایک دوسرے سے پیار کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اب جبکہ میں یہاں نماز پڑھانے کے لئے آیا تھا تو منصورہ بیگم نے کہا تھا میں بھی تھکی ہوئی ہوں اور آپ بھی تھکے ہوئے ہیں لمبا خطبہ نہ دیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے کوشش کریں گے کہ خطبہ لمبا نہ ہو۔ خدا کرے کہ ان کے نزدیک یہ خطبہ اتنا لمبا نہ ہو۔

پس دوست بہت دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں۔ عاجزانہ دعائیں کریں۔ گڑگڑا

کر دعائیں کریں۔ ابتہال کے ساتھ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کام ہمارے سپرد کیا ہے اس کے لئے ہمیں اپنی طاقت کے مطابق جو جو قربانیاں دینی چاہئیں اللہ تعالیٰ وہ وہ قربانیاں دینے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ پھر ہمارے دل تسلی یافتہ ہیں کیونکہ ہمیں پتہ ہے کہ اگر ہمیں توفیق ہے دھیلے کی تو کام ہمارے سپرد کر دیا ہے ایک ارب کا۔ باقی اس نے کہا ہے میں انتظام کروں گا کیونکہ میں خزانوں کا مالک ہوں لیکن اگر ہم میں طاقت ہو دھیلے کی اور دیں دمڑی بھی نہ تو پھر خدا نے کہا ہے کہ میں کوئی اور قوم ڈھونڈوں گا اور اسے لا کر تمہارا قائمقام بنا دوں گا پھر تمہارے حق میں خدائی بشارتیں پوری نہ ہوں گی۔ خدا ایسا نہ کرے۔ ہماری تو یہ دعا ہے کہ جو بشارتیں ہیں وہ ہمیں حاصل ہوں ہماری نسلوں کو بھی حاصل ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو اس کے لئے کوئی اور قوم نہ ڈھونڈنی پڑے۔ کوئی اور قوم نہ پیدا کرنی پڑے۔ یہ تو محاورہ ہے ویسے تو وہ قادر مطلق ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ لیکن اس نے ہماری زبان میں سمجھانے کے لئے ایسا بھی کہا ہے۔ بہرحال دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے اموال میں بھی برکت ڈالے اور گھریلو حالات میں بھی برکت ڈالے۔ آپ کے صدق و وفا میں پختگی پیدا کرے اور آپ کو یہ سمجھ بھی دے کہ آپ کی طاقت کی انتہا کیا ہے اور آپ کو یہ توفیق بھی ہے کہ آپ خدا کے حضور اپنی طاقت کی انتہا کو پیش کریں یہ عرض کرتے ہوئے کہ جو تو نے طاقت دی تھی وہ تیرے حضور پیش ہے اور جو کامیابی اور اس توفیق کے درمیان فاصلہ ہے وہ اپنے وعدوں کے مطابق پاٹ دے اور ہمیں کامیابی عطا فرمائے خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(از رجسٹر خطباتِ ناصر غیر مطبوعہ)

❁❁❁